النجاۃ فی التصور النبی فی الصلاۃ
المعروف
نماز میں نبی کا تصور نجات ہے
فداک ابی و امی یا رسول اللہ
مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیر طریقت، رہبر شریعت
نور اللہ مرقدہ
مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی
www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِيۡنَ ﷺ

النجاۃ فی تصور النبی فی الصلوۃ

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

امابعد! تشہد میں التحیات پڑھتے وقت ''السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ''إِلَى آخِرِهِ پر اس تصور میں ڈوب جائے کہ میں اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ (رُوبرو) سلام عرض کررہاہوں یہی اہلِ حق کا مذہب ہے اس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں گزری لیکن وہابیہ، دیوبندیہ فرقہ کہتا ہے کہ یہ تصور نہ ہو بلکہ ایسا تصور شرک بلکہ بدترین شرک ہے اس عقیدے پر اُن کو مولوی اسماعیل دہلوی نے لا کھڑا کیا ہے ورنہ اس سے قبل اس طرح کسی کا عقیدہ نہ ہوا۔ ذیل میں ہم مولوی اسماعیل دہلوی کی اصل عبارت مع اُردو پیش کرتے ہیں۔

عبارت فارسی صراط مستقیم مرتبہ مولوی اسماعیل دہلوی، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ، صفحہ ۸۶، لاہور

''ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ''از وسوسه زنا خیال مجامعت زوجه خود بهتر است وصرف همت بسوئے شیخ وامسال آں از معظمین گو جنابِ رسالت مآب (صلی الله علیه وسلم)بچندیں مرتبه بدتراز استغراق در صورت گاؤ وخر خوداست که خیال آں باتعظیم راجلال بسوید ای دل انسان مے چید به خلاف خیال گاؤخر که نه آں قدر چسپید گی می بود ونه تعظیم بلکه ومهتری بود وایں تعظیم واجلال غیر که درنماز ملحوظ ومقصود می شود بشرك می کشد.

عبارت اُردو صراط مستقیم مذکورہ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی، صفحہ ۱۲۶

یعنی ''ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ '' اندھیرے میں جو درجے ہیں بعض سے بعض اُوپر ہیں۔ زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مجامعت (ہم بستری) کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جنابِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق (ڈوبے) ہونے سے بُرا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم و بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اسی قدر چسپید گی (پختگی) ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے۔

انتباہ جیسے ہمارے دور میں دیوبندی، وہابی فرقہ کے چھوٹے بڑے مولوی اسماعیل دہلوی کی اس گندی اور نجاست بھری عبارت کی تاویل کرنے میں زور لگا رہے ہیں اسی طرح مولوی اسماعیل نے یہ مسئلہ اپنے پیرومرشد سید احمد بریلوی کی تائید میں کھڑا کیا جبکہ اس نے ایک غلط مسئلہ ظاہر کیا اور اپنے پیرومرشد اور اُستاد کے خلاف کیا اور ایک نئی بدعت ایجاد

کی گویا یہ مسئلہ شرعی نہیں بلکہ اپنے بڑوں کی غلطی کو چھپانے کی غلط تدبیر ہے۔اس کے پیرومرشد کی تفصیل فقیر کے رسالہ ''نماز میں تصورِ رسول پر شرک کا فتویٰ بدعت ہے'' میں ہے۔

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ بروز بدھ

بہاولپور۔پاکستان

﴿گزارشاتِ تفصیلی﴾

قارئین کرام! عباراتِ فارسی واُردو ہر دونوں ہم نے لکھ دی ہیں تا کہ فارسی دان حضرات اصل عبارت اور اُردودان اس کے ترجمہ کا بغور مطالعہ فرمائیں اور بریلوی دیوبندی نزاع (جھگڑے) سے ہٹ کر خود سوچیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی عظمت ومرتبہ کی بلندی کی جو تشریح وتفصیل قرآن وحدیث وکتبِ اسلاف نے پیش کی ہے اُسے ذہن نشین کرنے کے بعد اپنے ایمان سے پوچھیں کہ صراطِ مستقیم کی مندرجہ بالا عبارات میں نبی اکرم، سیدِ عالم، شفیعِ معظم، رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی و بے ادبی کی گئی ہے یا نہیں۔ مجھے ایمانی اقتضاء (اطاعت) کے پیشِ نظر اس امر کا یقین ہے کہ ہر صحیح الفہم وایمان (دُرست ایمان وعقل والا) یہی کہے گا کہ اس عبارت کا کوئی پہلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی سے خالی نہیں کیونکہ اس عبارت میں نبی کریم، شفیعِ اُمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال لانے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے کے مقابلہ میں ذکر کر کے یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی نمازی نماز کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ہمت کرے یعنی آپ کا خیال اپنے ذہن میں لائے تو یہ بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوبنے سے بدرجہا بدتر ہے۔قطع نظر علمی تحقیق کے صرف لفظوں سے صاف واضح ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال لانا گدھے، بیل اور عورت کے جماع کے خیال سے بدرجہا بدتر ہے اگر یہ مفہوم گستاخی و بے ادبی نہیں تو پھر دین واسلام کا خدا حافظ۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ ﴾ اُویسی غفرلہٗ دردمندانِ اسلام سے گزارش کرتا ہے کہ اصل عبارت کو بار بار پڑھیں پھر یہ خیال نہ لائیں کہ لکھنے والا کون ہے بلکہ یہ دیکھیں کہ لکھا ہوا کیا ہے۔اس کے بعد فیصلہ فرمائیں کہ واقعی اس

عبارت میں گستاخی ہے یانہیں۔اگر ہے تو پھر جو فیصلہ ایک گستاخ اور بے ادب کے متعلق سمجھ آئے اس لکھنے والے اور اس عبارت کوصحیح اورحق ماننے والوں سے برتاؤ کیجئے۔

عذرِ گناہ بدتراز گناہ ﴾افسوس ہے کہ بعض لوگ کلمۂ اسلام پڑھنے کے باوجودمولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی اس عبارت کو بے غبار(بے عیب) بلکہ عین اسلام ثابت کرنے کے لئے بُہتیرے(بہت زیادہ)ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن باوجود ہزارکوشش کے آج تک کوئی معتبر تاویل پیش نہیں کر سکے۔جو کسی دانشور وباہوش انسان کومطمئن کرنے میں مُمِد(مددگار) ثابت ہو۔اس معاملہ میں بُری طرح نا کام رہے ہیں اورخواہ مخواہ کاغذ سیاہ کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں کرسکے۔

یوں سمجھئے کہ جتنا اس غلط اور گستاخانہ عبارات کے لئے جوابات لکھے گئے اتنا ان کی گستاخی اور بے ادبی سے ان کے اعمال نامے سیاہ ہوتے گئے چند ایک کے نامعقول عذراور ہمارے جوابات پڑھئے۔

عذرِ نامعقول ﴾ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ آئے گا اور بیل وگدھے کا خیال تعظیم و بزرگی سے خالی ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و بزرگی کا نماز میں لحاظ رکھنا شرک وکفر کی جانب لے جاتا ہے۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ ﴾ ناظرین کچھ سمجھئے آپ عذرِنامعقول سے اُلٹا نہ ماننے والے کو کافر ومشرک بنادیا کیونکہ مذکورہ بالا عذر کا مطلب یہ ہوا جس شخص نے نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و بزرگی کو ملحوظ رکھا وہ اب مومن نہیں رہا بفتویٰ اسماعیل دہلوی کافر ومشرک ہوگیا۔

افسوس! کہ عذرِلنگ میں ''مولوی اسماعیل دہلوی'' نے گستاخی و بے ادبی کے ارتکاب سے برأت کی تو کوشش کی ہے لیکن اس بات کا خیال نہیں کیا گیا کہ اس عذرِلنگ سے گستاخی اور بے ادبی کا گناہ کتنا ہے اور''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کا بوجھ سر پر پڑتا ہے۔

انتباہ ﴾ یہ بھی صرف عذرِلنگ اور طوقِ لعنت خود اپنے گلے میں ڈالنے والی بات ہے کہ نماز میں تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم متصور ہوگی فلہٰذا نہیں چاہیے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ حضور سرورِعالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ پیغمبر محبوب ومرغوب ومطلوب اور منتخب رسول ہیں کہ آپ کا ادب واحترام، تعظیم وتوقیر ہر وقت ضروری اور لازم اور بالخصوص ان پانچوں نمازوں میں ملحوظ ومقصود ہونا ضروریات میں سے ہے۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب اور تعظیم وتوقیر کو سمجھنے کے لئے فقیر کی کتاب ''باادب، بانصیب'' یا ''گستاخوں کا بُرا انجام'' پڑھئے۔ یہاں فقیر چند مختصر وہ دلائل عرض کرتا ہے کہ عین نماز میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا حکم کیونکر ہے۔

اگر چہ سیدی اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلِ سنت کا تبصرہ اس حکم کی توضیح (واضح کرنے) کے لئے کافی ہے لیکن پھر بھی آج کل غباوت (کم فہمی) کا زور ہے اسی لئے فقیر مزید چند دلائل عرض کرتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ۔ (پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۲۴)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔ جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

فائدہ آیتِ پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاوے کا جواب دینا فرض بتایا گیا ہے لیکن اس میں ایک اِحتمال (امکان) یہ بھی ہے کہ غیر نماز میں بلاوا مراد ہو تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اِحتمال (امکان) کو توڑ کر آیت کے عموم کو بحال رکھا چنانچہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے: عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ المُعَلَّى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِي، فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ؟ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ

(صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب یا أیها الذین آمنوا، استجیبوا لله وللرسول إذا دعاكم لما یحییكم، واعلموا أن الله یحول بین المرء وقلبه، وأنه إلیه تحشرون، جلد٦، صفحه ٦١، حدیث ٤٦٤٧)

یعنی ابوسعید بن معلیٰ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا میں نے جواب نہ دیا پھر میں نے نماز کے بعد حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔

تبصرۂ اُویسی (۱) امر وجوب کے لئے آتا ہے اللہ تعالیٰ جس امر کا حکم فرماتا ہے اس سے مامور بہ کی تعظیم وتکریم مطلوب ہوتی ہے۔ آیت میں بالاجماع امر وجوبی ہے اور ہے بھی صرف رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاوے کے لئے کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر بلائے گا تو بھی اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس لئے عرفی بلاوے سے وہ

منزہ (عیبوں سے پاک) ومقدس ہے ''لَيْسَ كَمِثْلِه''اس کی شان ہے۔

(۲) خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت سے عموم مراد لیا بلکہ برگزیدہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو متنبہ فرمایا کہ آیت میں صلوٰۃ کا بلاوا بھی مراد ہے فلہٰذا میں جب بھی بلاؤں تو تعمیلِ حکم بجالاؤ اور اس سے یہ بھی نہ سمجھنا نماز باطل ہوگی بلکہ غور کروگے تو کامل ہوگی چنانچہ حضرت علامہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں: دَلَّ الْحَدِيثُ عَلَى أَنَّ إِجَابَةَ الرَّسُولِ لَا تُبْطِلُ الصَّلَاةَ كَمَا أَنَّ خِطَابَهُ بِقَوْلِكَ :السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ لَا يُبْطِلُهَا

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب فضائل القرآن عموما و بعض سورہ وآیاتہ خصوصا، جلد٦، صفحہ ٤٧٢)

یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازی کا حالتِ نماز میں گفتگو کرنا اور آپ کے ارشاد کی تعمیل میں مصروف ہونا اس کی نماز کو باطل نہیں کرتا جیسا کہ عین نماز کی حالت میں ''السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ '' کہنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

اور صاحبِ توضیح فرماتے ہیں: صرح أصحابنا فقالوا من خصائص النبی أنه لو دعا إنسانا وهو فی الصلاة وجب علیه الإجابة ولا تبطل صلاته

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری، کتاب التطوع، باب اذا دعت الأم ولدها فی الصلاة، جلد١٢، صفحہ٢٦)

یعنی ہمارے اصحاب نے تصریح (وضاحت) کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ اگر آپ کسی انسان کو بلائیں اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ نماز کا پڑھنا موقوف کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنے اگر کسی نے اس طرح کیا تو اُس کی نماز نہ ٹوٹے گی۔

کعبہ کا کعبہ اسی آیت سے بعض فقہاء نے ثابت کیا کہ نمازِ فرض یا نفل پڑھنے والے کو واجب ہے کہ وہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاوے پر نماز توڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو بلکہ بعض کے نزدیک تو یہ حکم ہے کہ اگر نمازی نماز چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تمام کام کرے اور باتیں بھی کرتا رہے کعبہ سے بھی اگر چہ سینہ پھر گیا تب بھی نماز نہ ٹوٹی بلکہ جہاں سے نماز چھوڑ کر گیا تھا وہاں سے آکر پڑھے اُن کی دلیل بھی یہی ہے کہ ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ '' سلام اور خطاب ہے تو جب نماز میں غیر اللہ کو سلام کہنا مفسدِ نماز ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سلام عرض وادب ہے تو جیسے اس خطاب وسلام سے نماز باطل نہیں یہاں بھی بلکہ آپ تو ایک معنی پر کعبہ کے بھی کعبہ ہیں

اس لئے کہ آپ کعبہ کے بھی نبی و پیغمبر ہیں اور ہر نبی و رسول اپنے اُمتی کا معنوی قبلہ ہے یہی وجہ ہے کہ شبِ ولادت کعبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی طرف سربسجود تھا۔ بہر حال اس آیت میں عین نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہونے کا حکم ہے اور یہ حکم عین تعظیمِ مصطفیٰ ہے بلکہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کی مشغولی کے عذر پر سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب (ناراضگی کا اظہار) فرمایا۔

معلوم ہوا کہ عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوتاہی اگر لاشعوری سے ہو تب بھی موردِ عتاب ہے اور جہاں عمداً (جان کر) اس کا ارتکاب ہو بلکہ عظمتِ مصطفیٰ بجالانے کو کفر و شرک سے تعبیر کیا جائے تو پھر اس بد بخت کا کیا حال ہوگا۔

صدیق اکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اور
تعظیمِ مصطفی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عین نماز میں

بخاری شریف میں ہے: أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَا هُمْ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُصَلِّي بِهِمْ، فَفَجِئَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوفٌ، فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى عَقِبَيْهِ، وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِالخ۔

(صحيح البخارى ، كتاب ابواب العمل فى الصلاة، باب باب من رجع القهقرى فى صلاته، أو تقدم بأمر ينزل به،جلد٢، صفحه٦٣، حديث١٢٠٥)

یعنی جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیائے عالم سے کوچ فرمایا اس دن صبح کی نماز کے وقت آپ نے حجرۂ مقدسہ کے دروازہ کا پردہ اُٹھا کر مسجد کی جانب نظر فرمائی اور تمام صحابہ کو صدیق اکبر کی اقتداء میں نماز پڑھتے دیکھ کر اظہارِ مسرت کے طور پر مسکرائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خیال کیا کہ آپ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں تشریف لانا چاہتے ہیں اس لئے وہ آپ کی تعظیم و توقیر بجالاتے ہوئے پیچھے ہٹے تاکہ مصلیٰ پر آپ تشریف لائیں۔

تبصرۂ اُویسی (۱) غور فرمائیے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی اور نمازی ہوسکتا ہے جبکہ نماز میں دائیں بائیں التفات (توجہ) مکروہ ہے اور یہاں دائیں بائیں نہیں بلکہ دور حجرۂ اقدس تک صدیق اکبر اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مشتاقانہ و منتظرانہ نگاہ سے تک (مسلسل دیکھ) رہے ہیں کہ کب حجرۂ اقدس سے باہر تشریف لاتے ہیں یہ زائرینِ مدینہ سے پوچھئے کہ محرابِ نبوی و حجرۂ اقدس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔

(۲) عین نماز میں ہٹ جانا جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ اقدس سے باہر بھی نہیں نکلے بلکہ صرف دور سے معائنہ فرما رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں کہ الحمدللہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امامتِ یارِ غار پر متفق ہیں لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی سے مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹ رہے ہیں یہ تعظیم و تکریم نہیں تو اور کیا ہے بلکہ اس سے پہلی نمازوں کا حال اسی بخاری شریف ودیگر کتبِ حدیث و سیر میں صریح الفاظ میں موجود ہیں کہ نبی پاک، شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جونہی مصلیٰ شریف کے قریب پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً مصلیٰ شریف سے ہٹ کر پیچھے ہوئے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مصلیٰ پر امامت کے لئے آگے بڑھے یہاں بھی سوال ہوتا ہے کہ غیر اللہ کے لئے مصلیٰ چھوڑنا اور پیچھے ہٹ جانا اور غیر امام کا بلا وجہ امام بن جانا کیا یہ تمام مفسداتِ صلوٰۃ ہیں لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے تو اس کا جواب بھی شارحین نے یہی لکھا ہے کہ یہ خصوصیاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے چنانچہ عمدۃ القاری میں ہے: بهذا الحديث غير صحيح لأن ذلك من خصائص النبى ذكر ذلك ابن عبد البر وادعى الإجماع على عدم جواز ذلك لغيره وقال بعض المالكية أيضا تأخر أبى بكر وتقدمه من خواصه ولا يفعل ذلك بعد النبى

(عمدة القارى شرح صحيح بخارى، كتاب الاذان، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الأول فتأخر الأول أو لم يتأخر جازت صلاته، جلد۸، صفحه ۳٤۷)

یعنی اس حدیث سے دلیل پکڑنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر کے لئے بھی جائز ہے تو غلط ہے کیونکہ یہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اس عدم جواز پر ابن عبدالبر نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور بعض مالکیہ نے فرمایا کہ ابوبکر کا مقدم ہونا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بن جانا یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کے لئے بالکل ناجائز و حرام ہے۔

انتباہ ﴾ اس تعظیم و تکریم جیسی کیفیت نہ کسی کو نصیب ہوئی نہ ہوگی کہ عین نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے تک تک کے دیکھتے رہنا اور پھر تشریف آوری کی اُمید پر مصلیٰ چھوڑ دینا تعظیم و تکریم نہیں تو اور کیا ہے اگر عین نماز میں ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم عین اسلام کو شرک اور کفر بلکہ بیل و گدھا و جماع سے بدرجہا بدتر کہنا اور کہنے والے کو گندے اور خبیث قول کی نہ صرف تائید بلکہ اُسے عین اسلام ثابت کرنا دین و اسلام ہے تو پھر ہم سب کو مل کر اسلام پر خون کے آنسو بہا کر اس کا ماتم کرنا چاہیے۔

﴿صحابہ کرام اور تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم عین نماز میں﴾

آگے حدیث کے الفاظ ہیں: وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلاَتِهِمْ، فَرَحًا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَوْهُ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ أَتِمُّوا، ثُمَّ دَخَلَ الحُجْرَةَ، وَأَرْخَى السِّتْرَ، وَتُوُفِّيَ ذَلِكَ اليَوْمَ

(صحيح البخارى ، كتاب ابواب العمل فى الصلاة، باب باب من رجع القهقرى فى صلاته، أو تقدم بأمر ينزل به،جلد٢، صفحه٦٣، حديث١٢٠٥)

یعنی اور مسلمانوں (صحابہ) نے نماز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار و زیارت کی خوشی میں نماز توڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی نماز کو پورا کرو پھر حجرہ میں تشریف لے گئے اور حسبِ دستور پردہ لٹکا دیا اور اسی روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہ﴾ (۱) گویا وصال کی گھڑیوں سے چند لمحات پہلے مُہر ثبت فرما گئے کہ

به مصطفی برساں خویش را که دین همه اوست
گر باونر سید ی تمام بولہبی است

یعنی خود کو درِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تک پہنچا کر دم لو۔ اس لئے کہ اگر تم اس مقام تک نہ پہنچ سکے تو سمجھ لو کہ پھر بولہبی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

کیونکہ محمد مصطفی ﷺ عربی کا آبروئے ہر دوسراست
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسراو

یعنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عالم کی آبرو ہیں وہ شخص جو کہ آپ کے در کی خاک نہیں رکھتا اس کے سر پر خاک ہے۔

(۲) بخاری شریف کی یہ روایت صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شوقِ دیدار میں قریب تھے کہ نماز توڑ بیٹھتے اور اگر آپ اشارے سے حکمِ اتمام (تکمیل) نہ فرماتے تو نماز مکمل نہ ہوسکتی وہ حجرۂ اقدس جہاں ایامِ علالت میں حضور تشریف رکھتے تھے وہی آج گنبد خضریٰ کے روپ میں اہلِ ایمان و بصیرت کے لئے مرکزِ تجلیات بنا ہوا ہے وہ مسجد کے قبلہ والی جانب نہیں بلکہ مشرقی جانب ہے تو اس جانب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا التفاتِ نظر بلکہ چہروں کو قبلہ سے پھیرے بغیر ممکن نہیں اور پھر آپ کے اشارے کو دیکھنا اور سمجھنا بغیر اس کے متصور (تصور) نہیں ہوسکتا کہ سب پروانوں کی نظر اس شمع نبوت پر لگی ہوئی ہوں۔ یہ تعظیم سے تو تھا لیکن حدیث شریف میں ''أَتِمُّوا'' (مکمل کرو) کے لفظ ہے نہ

کہ ''اَفْسِدُوْا''(توڑدو) لیکن جودل فساد سے لبریز ہواُس کا کیا علاج۔

(۳)صحابہ کرام مع ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلائے امامت سے امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیچھے ہٹے لیکن کسی کی نماز میں کوئی خلل نہ ہوا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں نئے سرے سے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

عارفین کاملین اپنی نمازوں میں ان کی ذات کو مشاہدہ فرمانے کے بعد ہدیہ سلام و نیاز عرض کرتے ہیں اور بارگاہ قدس کے حریم ناز(حرمت والی جگہ) میں حبیب کو حبیب کی بارگاہ میں دیکھ کر نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرتے ہیں لہٰذا اُن کی نمازوں میں خلل پیدا بھی نہیں ہوتا اور عوام کو بھی اس حرم حریمِ قدس تک واصل ہونے کا طریقہ یہی بتلایا ہے تاکہ وہ بھی اُن کے حضور و وصول سے مشرف ہوسکیں۔

سوال ممکن ہے کہ صحابہ کرام اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس قاعدہ پر نماز کو چھوڑنے کا قصد کر رہے ہوں جسے تو (اُویسی) نے ''القول المويد'' میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دوسرے کی امامت ناجائز ہوتی ہے۔

جواب سبحان اللہ! ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' مثال مشہور ہے مخالفین کو فقیر اُویسی کا قاعدہ تو نظر آ گیا لیکن بخاری شریف کی صریح وصحیح حدیث بھول گئے کہ اس نماز پڑھانے کی سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اجازت بخشی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم سے اُن کا دل گھٹتا ہے تو گھٹتا رہے یہی کیفیت منافقین کی تھی حالانکہ حدیث پاک سے صاف اور واضح طور پر ثابت ہوا کہ صحابہ کرام اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا منشاء(مقصد) اُس وقت صرف اور صرف تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی اور بس! لیکن مخالفین کی بدقسمتی کا علاج کون کرے؟

جواب۲ لیجئے خود صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی کاروائی وہ کیا فرماتے ہیں اسی بخاری شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فراغت کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ لِلنَّاسِ حِينَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ؟

یعنی تمہیں کیا تھا جب میں نے خود اشارہ فرمایا تو بھی تم نے نماز نہیں پڑھائی اور پیچھے ہٹ گئے؟

عرض کیا: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحيح البخاری، كتاب ابواب العمل فی الصلاة،باب رفع الا يدی فی الصلاة لامر ينزل به، جلد۲، صفحه٦٦، حديث۱۲۱۸)

یعنی ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں کہ وہ رسول کے آگے کھڑے ہوکر نماز پڑھائے۔

اسی عمل کو تو جملہ محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہترین ادب شمار کرتے آئے کہ آپ نے رہتی دنیا

تک ثابت کر دکھلایا کہ

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں　　　اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

جواب ۳ جب ثابت ہوا کہ صحابہ بالخصوص صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل مبنی بر تعظیم مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یقین تھا کہ یہ حضرات نماز میں میری تعظیم وتکریم اور آداب بجالا رہے ہیں تو آپ لازماً اُن کو روکتے یا نفرت وکراہت کا اظہار فرماتے۔

کسی ضعیف سے ضعیف حدیث میں بھی اس کی تصریح کا معمولی اشارہ نہیں ملتا بلکہ ہماری تائید نہ صرف بخاری شریف بلکہ بقول مولوی انورشاہ کشمیری ووجدت هذا الحديث فى أحد عشر كتاباً۔(العرف الشذی، صفحہ ٤١٤) گیارہ کتب سے ہوتی ہے۔

حالانکہ اگر یہ مفسدِ نماز یا شرک وکفر کی بات ہوتی تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کب خاموش رہ سکتے تھے بلکہ اُن کو نماز لوٹانے کا حکم فرماتے۔

صحابہ کرام کا ایک اور عمل ویسے تو اس موضوع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس قسم کے واقعات جمع کروں تو ہزاروں نظائر کتب احادیث و سیر میں ملیں گے منصف مزاج کے لئے اتنا کافی ہے لیکن مزید تسلی کے لئے ایک اور واقعہ حدیثِ صحیح از صحاح ستہ ملاحظہ ہو

ابتداء اسلام میں جب کہ پاک جوتوں میں (جوکہ موزوں کی طرح نرم ہوا کرتے تھے کہ انہیں پہن کر سجدہ کیا جائے تو پاؤں کی اُنگلیاں زمین پر اچھی طرح لگ جاتی تھی) نماز ادا کرنے کا عام رواج تھا۔اسی رواج کے دنوں میں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اس قسم کے جوتے پہن کر نماز ادا کررہے تھے عین نماز کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور آپ کو (جوتے کا) جوڑا اُتار پھینکنے کا حکم ہوا آپ نے اسی وقت (جوتے کا) جوڑا اُتار دیا۔آپ کو دیکھ کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نماز کی حالت میں اپنے اپنے پیروں سے جوتے الگ کردیئے۔سلام پھیرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اس کی وجہ پوچھی تو اُنہوں نے عرض کیا: رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی النعل، جلد ١، صفحہ ١٧٥، حدیث ٦٥٠)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعلین مبارک اُتارتے دیکھ کر ہم نے بھی اپنی اپنی نعلین اُتاردیں۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کو ملحوظ ومقصود سمجھتے تھے اور آپ کی پیروی واتباع کو لازم سمجھتے تھے اگر تعظیم وتوقیر نہ ہوتی تو نماز میں اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا مبارک اُتارنا اور پھینکنا کیسے معلوم ہوا جبکہ نمازی کو حکم ہے کہ قیام میں سجدہ گاہ پر نظر جمائے رکھے

لیکن صحابہ کرام نے تو سرکار کے اس عمل کو دیکھا۔

فائدہ اس حدیث شریف سے اس بہادر قوم نے جس کے ساتھ ہم ابھی محوِ گفتگو ہیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاعملی ثابت کی ہے۔

فقیر اُویسی غفرلہ نے اس کے جوابات آئینہِ وہابیہ میں لکھے ہیں ایک جواب یہاں حاضرِ خدمت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ارقام فرماتے ہیں: وقذر بفتح قاف و ذال دراصل آنچہ مکروہ پندار دآنرا طبع وظاھر انجاستے نبود کہ نما ز بآں درست نباشد بلکہ چیزے بود مستقذر کہ طبع آنرا ناخوش واور والا نماز او سرمیگرفت کہ بعضے نماز بآں گزار دہ بود وخبردادن جبرئیل وبرآوردن از پا جہت کمال تنظیف وتطہیر بود کہ لائق بحال شریف وے بود۔

یعنی ”جوتے مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاپوش (جوتے) اُتارنے میں اکتفا نہ فرماتے (یعنی صرف جوتے نہ اُتارتے) بلکہ نماز ہی از سرِ نو پڑھتے۔ پس جب آپ نے ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی ہی نجاست نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبرائیل علیہ السلام کا خبر دینا اظہارِ عظمت اور رفعتِ شان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے کہ کمالِ تنظیف وتطہیر (پاکیزگی) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق ہے۔